سلسلہ دعوات عبدیت کے

حصہ دوم کا

دسواں وعظ

تقویم الزیغ

حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ عالم ربانی مولٰنا و مقتدانا حاجی
حافظ قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی فاروقی چشتی حنفی قدس سرہ

بہ تصحیح

محمد سراج الحق مچھلی شہری

ناشر

مکتبہ جامی و اخوانہ حسن منزل الہ آباد ۳

باہتمام حاجی عبد المجید صاحب اسرار کریمی پریس الہ آباد

ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ

فہرست مضامین وعظ تقویم الزیغ

دعوات عبدیت جلد دوم کا
وعظ دہم سنہ ملقب بہ تقویم الزیغ

این	متیٰ	کم	کیف	ماذا	من ضبط	المستمعون	اشتات
کہاں ہوا	کب ہوا	کتنا ہوا	بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر	کیا مضمون تھا	کس نے لکھا	سامعین کی تعداد تخمینی	متفرقات
ضلع ہردوئی انجمن	۲۹ رشوال سنہ ۱۳۴۹ھ بعد نمازِ عشاء	۳-۳ گھنٹے	کھڑے ہو کر	انسداد بدعت والحاد	جناب مولوی احمد سعید تھانوی	تقریباً نو سو ۹ سنہ	جدید تعلیم یافتہ بہت تھے

خطبہ ماثورہ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ط یہ ایک آیۃ کا ٹکڑا ہے اس سے اوپر خدا تعالیٰ نے بعض احکام اعتقادیہ اور بعض احکام عملیہ بیان فرمائے ہیں اُن کے بعد یہ جملہ ارشاد ہوا ہے ترجمہ اس کا یہ ہے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرا رستہ ہے جو سیدھا ہے اس کا اتباع کرو دوسرے طریقوں کا اتباع نہ کرو کہ وہ تم کو خدا کے رستہ سے دور کر دیں گے۔ اس ترجمہ سے واضح ہوگیا ہوگا اس وقت کس مضمون کا بیان کرنا مقصود ہے اور یہ کہ یہ کوئی نیا مضمون نہیں بارہا کان اس سے آشنا ہوئے ہوں گے۔ اس پر ممکن ہے کہ کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ جب یہ مضمون بارہا سُنا ہوا ہے تو اس کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سُننا دوسری چیز ہے اور سمجھنا دوسری چیز ہے ہم نے سُنا تو ہے مگر سمجھا نہیں خدا تعالیٰ نے کہیں کہیں اس کی شکایت بھی کی ہے اُس کو تدبُّر و تفکُّر کہتے ہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (اہل عقل کو لازم ہے کہ ذرا سمجھا کریں ۱۲ س) مُسلمان تحصیل علوم وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں اور وہ ہیں بھی ضروری لیکن ان کی جو اصل ہے جس کی یہ سب فرع ہیں اس کی ضرورت کا تصور بھی نہیں ہوا بلکہ اس حالت کا بھی تصور نہیں اور ترقی کر کے کہتا ہوں کہ ذرا التفات کبھی نہیں الا ماشاء اللہ کہ بعض کو تو اس کا خیال ہے ورنہ علی العموم اس طرف سے بالکل بے پروائی ہے اور وہ بات کچھ بہت لمبی چوڑی نہیں بہت چھوٹی سی بات ہے لیکن چھوٹی ظاہر ہی میں ہے ورنہ مثل قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان (دو بول زبان پر ہلکے ترازو میں بھاری ۱۲ س) حقیقت میں وہ بات

تمہید وعظ

تدبر و تفکر کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اور اس کی سخت ضرورت ہے

بہت بڑی ہے اور اسی کی بدولت کچھ حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم تدبّر اور تفکر کیا کریں مسلمان اس سے کچھ ایسے غافل اور بے خبر ہیں کہ گویا انھوں نے اس کا سبق ہی نہیں پڑھا اور دوسروں کی کیا شکایت کروں خود اپنی ہی یہ حالت ہے کہ زبان پر لمبے چوڑے مضامین ہیں لیکن اپنی حالت میں تدبّر اور تفکر نہیں اور جب میں اپنے کو مریض سمجھتا ہوں اپنی شکایت کرتا ہوں تو اگر سننے والوں کی بھی شکایت کروں تو کچھ بے موقع نہیں ہے ہاں اگر اپنا تبریہ کرتا تو سامعین کی تکدر خاطر کا ضرور خیال تھا غرض ہم مسلمانوں میں اس کی بہت کمی ہے ہم نے تدبّر سے کام لینا بالکل چھوڑ دیا ہر شخص اپنے یوم ولیل کو دیکھ لے جن لوگوں کے اوقات کا کوئی انضباط ہی نہیں وہ تو شمار ہی سے خارج ہیں اور اکثر لوگ ہم میں ایسے ہی ہیں کہ صبح کا کام شام پر اور شام کا کام صبح پر ملتوی رکھنا معمولی بات ہے۔ میں نے ایسے افراد بھی دیکھے ہیں کہ انھوں نے ایک ایک خط کو صبح شام میں ہفتہ بھر تک ڈالے رکھا جیسے بعض حفاظ کہا کرتے ہیں کہ ہم نے جب سے قرآن پڑھا ہے ایک ختم کی بھی نوبت نہیں آئی ایسے لوگ تو شمار ہی سے خارج ہیں۔ لیکن جن لوگوں کے اوقات منضبط ہیں وہ اپنے نظام الاوقات میں دیکھیں کہ پانچ منٹ بھی تدبر کے لئے انھوں نے رکھے ہیں کہیں نام ونشان بھی نہ ہوگا اکثر مسلمانوں کو اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں خدا تعالیٰ اسی کو فرماتے ہیں۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (یہ ایک کتاب نافع ہے ہم نے اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور وفکر کریں اور اہل عقل ذرا سوچیں سمجھیں ۱۲ س) دوسری جگہ فرماتے ہیں اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا کہ یہ لوگ قرآن میں غور ہی نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ گئے ہیں کہ تدبر کی قدرت ہی نہیں رہی کیونکہ اگر تدبر کرتے تو یہ حالت ہرگز نہ رہتی تدبر کا خاصہ ہے کہ اس سے رحمت کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں اور بغیر اس کے کچھ نہیں ہوتا چنانچہ فرماتے ہیں اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ۔ یعنی کیا ہم ان کو زبردستی اپنی رحمت چمٹا دیں اگرچہ وہ کراہت کرتے ہوں سو اس کی ہم کو کیا ضرورت ہے کیا ہمارے یہاں اس کے رکھنے کی جگہ نہیں اگر ہزار بار چاہیں تو ہم بھی متوجہ ہوں گے اور تمھاری توجہ سے زیادہ متوجہ ہوں گے اور کام بھی ہماری توجہ سے چلتا ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی بچے کو آپ لینا چاہیں اور لینے کو ہاتھ بڑھائیں تو اگر بچہ اپنی بساط کے بموجب دوڑے اور کوشش کرے اگرچہ گر ہی جاوے تو آپ خود دوڑ کر اٹھا لیتے ہیں اور یہ مسافت آپ ہی کے بڑھ کر اٹھا لینے سے طے ہوتی ہے ورنہ اس بچہ میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ خود اس مسافت کو طے کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی طرف بلاتے ہیں اگر یہ بھی کچھ ہاتھ پیر

ہلائے اور یہ کوشش کرے تو اُس جانب سے جذب ہوتا ہے اور اُس جذب کی بدولت یہ وہاں تک پہنچتا ہے اور یہ فرلانگ دو فرلانگ کی مسافت تو ممکن ہے کہ بچہ قطع کر لے برخلاف اس بُعد کے جو ممکن اور واجب میں ہے کہ اگر اُدھر سے جذب نہ ہو تو کبھی یہ مسافت طے ہی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اُدھر سے جذب ہونا آپ کی طلب پر موقوف ہے جس کو افسوس ہے کہ آپ نے بالکل چھوڑ دیا ہے۔ وہ ہر وقت ہدایت دینے کو تیار ہیں مگر افسوس کہ ہم ہی قاصر ہیں اور وہ طلب یہی ہے کہ ہم تدبیر کریں اور سوچ لیا کریں۔ اس سے خدا تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہوتا ہے۔ صاحبو! میں پھر کہتا ہوں کہ تدبر اور سوچ اگرچہ بظاہر بہت چھوٹی سی بات ہے لیکن ثمرہ کے اعتبار سے یہ بہت بڑی بات ہے اور اس کے ترک کر دینے سے ہم بہت خرابیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں اسی طرح یہ مضمون جو آج بیان کرنا مقصود ہے اُس کو بھی آپ نے بہت دفعہ سُنا ہو گا مگر کبھی اس میں غور کرنے اور سمجھنے کی نوبت نہیں آئی اس لئے آج سمجھانے کے لئے اس کو اختیار کیا گیا۔ میں مضمون آیۃ کو پھر دُہرائے دیتا ہوں تاکہ وہ تازہ ہو جائے اور وعظ سے یہی مقصود بھی ہوتا ہے کہ جو مضامین کانوں میں پڑے ہیں لیکن اُن سے غفلت ہو گئی ہے وہ پھر تازہ ہو جائیں اور یہ ضروری نہیں کہ ہر وعظ میں کوئی نئی بات ہی بیان کی جاوے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وعظ سُننے سے اصل مقصود کیا ہونا چاہیئے کیونکہ آج کل وعظ سُننے والوں کے مختلف مقاصد ہوا کرتے ہیں بعض لوگ تو اس لئے وعظ سُننے آتے ہیں کہ وعظ کی تقریر کا اندازہ کریں کہ وہ کس قبیل کی ہے بیان مسلسل ہوتا ہے یا اُکھڑا اُکھڑا ہوتا ہے مضامین کی آمد کا کیا حال ہے بعض لوگ اس لئے سُنتے ہیں کہ مضامین سُن کر واعظ کے خیالات کا اندازہ کریں گے کہ یہ کس خیال کا آدمی ہے بعض لوگ اس لئے آتے ہیں کہ اس کے بیان اور مضامین میں عیب نکالیں گے بعض کی نیت اچھی بھی ہوتی ہے لیکن صرف یہ مجلس وعظ میں شریک ہونے سے اتنا وقت ثواب کے کام میں گذرے گا یہ نیت اگرچہ مستحسن ہے لیکن کافی نہیں کیونکہ وعظ سُننے سے یہ مقصود نہیں ہوتا ثواب تو نفلوں میں تلاوت قرآن میں بھی بہت کچھ ملتا ہے وعظ سُننے کی اصلی غرض یہ ہے کہ وہ امراض باطنی جن پر ہماری نظر بھی نہیں جاتی اُن کو سُنے اور اُن پر ہم کو توجہ ہو پس اس غرض کو پیش نظر رکھ کر وعظ سُننا چاہیئے۔ غرض خدا تعالیٰ اس مقام پر فرماتے ہیں۔ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ + هٰذَا مُسْتَقِیْمًا میں عامل اُشیر ہے جو کہ ہذا سے مفہوم ہے۔ ترجمہ آیۃ کا یہ کہ میرے اس سیدھے رستہ کا اتباع کرو اور دوسرے رستوں

نہ ہو لو کہ وہ تم کو خدا کے رستہ سے جدا کر دیں گے۔ ترجمہ سے معلوم ہوا کہ رستے بہت ہیں جن میں ایک خدا کا بتلایا ہوا رستہ ہے اور دوسرے خود بندوں کے تراشے ہوئے ہیں۔ پس ان سب رستوں میں ایک تو اتباع کے قابل ہوگا باقی سب ترک کے قابل۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ طریق الٰہی کو دوسرے طرق سے ممتاز اور جدا کرنے کے لئے کوئی معیار ہو جس سے ہم کو یہ بات معلوم ہو سکے کہ فلاں رستہ خدا تعالیٰ کا بتلایا ہوا اور قابل اتباع ہے اور اس کے سوا دوسرے قابل ترک اگر غور کیا جائے تو اسی آیت کے پورے مضمون سے اُس معیار کا پتہ چل جاوے گا اور معلوم ہو جاوے گا کہ اس معیار کو چھوڑ دینے ہی سے یہ ساری خرابیاں پیدا ہوئیں جن کی وجہ سے یہ حالت ہوگئی کہ بعض لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ہم نے طرق الٰہی کو چھوڑ دیا یا لئے ہوئے ہیں چنانچہ اس جزو آیۃ سے اوپر کا جزو اس کے ساتھ ملایا جاوے تو اُس سے معیار معلوم ہو جاوے گا فرماتے ہیں۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ فرما دیجئے کہ آؤ میں تم کو احکام خداوندی بتلاؤں اور وہ فلاں و فلاں ہے اس ارتباط باہمی سے اس بات کا فیصلہ ہوگیا کہ معیار طریق خداوندی کے دوسرے طرق سے ممتاز ہو جانیکا یہ ہے کہ جس بات کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماویں اور پڑھ کر سُنا دیں وہ طریق خداوندی ہوگا اور حضورؐ جو کچھ فرماویں وہ وحی ہوتا ہے تو خلاصہ یہ نکلا کہ وحی سے جو ثابت ہو وہ طریق الٰہی ہے تو وحی معیار ہوئی مختلف طرق کے ممتاز کرنے کی اور اسی پر دار و مدار ہوا اس مضمون کو بھی مسلمانوں نے بہت دفعہ سُنا ہوگا لیکن برتاؤ اور مسلمانوں کے حالات میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے قلب میں تو وحی کی مطلق عظمت ہی نہیں اور بعض کے دل میں وحی کی وقعت تو ہے لیکن اُس کی حقیقت کو نہیں سمجھے۔ اس وقت مسلمانوں میں مختلف فرقے ہیں مگر سب میں مرض مشترک یہ ہے کہ وحی کو معیار نہیں سمجھتے اور اس وجہ سے مناسب تھا کہ سب کو ایک ہی فرقہ کہا جاتا لیکن چونکہ انداز الگ الگ ہیں اس لئے سب کو ایک نہیں کہا جا سکتا اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی بادشاہ کی عملداری میں مختلف طرح کے آدمی رہتے ہوں بعض تو ایسے ہوں کہ وہ قوانین کو تسلیم ہی نہ کرتے ہوں بعض ایسے ہوں کہ قوانین کو تو تسلیم کریں لیکن اُن قوانین کے صحیح فرق کو نہ سمجھتے ہوں تو یہ سب لوگ اس قدر مشترک میں تو شریک ہیں کہ معیار قانون پر نہیں چلتے لیکن چونکہ تسلیم اور عدم تسلیم کا فرق بھی ہے اس لئے دونوں کو الگ الگ شمار کیا جاوے گا اور برتاؤ بھی دونوں کے ساتھ مختلف ہوگا قانون غلط سمجھنے کے متعلق مجھے ایک حکایت یاد آئی اُس سے انشاء اللہ یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاوے گی کہ قانون کو تسلیم

طریق الٰہی کو دوسرے طرق سے امتیاز کا معیار اور اس کی ضرورت

معیار وحی ہے

مسلمان وحی کو معیار طریق حق کا نہیں سمجھتے

کرنے کے بعد بھی کہ نکر اس کی حقیقت سمجھنے میں غلطی ہوتی ہے۔ ایک غیر ملک کے دیہاتی نے ریل کا سفر کیا اور قریب ایک من کا بورا اپنے ساتھ لیا اسٹیشن پر پہنچا تو ملازمین ریلوے نے ٹکٹ کے ساتھ اسباب کی بلٹی بھی طلب کی اس نے جب بجائے بلٹی کے بھی اپنے ٹکٹ ہی کی طرف اشارہ کیا ملازم ریلوے نے اس کو سمجھانے کے طور پر کہا کہ تمہارا اسباب چونکہ پندرہ سیر سے زیادہ ہے اور پندرہ سیر سے زیادہ اسباب محصول ادا کئے بغیر لے جانے کی قانون میں اجازت نہیں ہے اس لئے ایک بلٹی اس اسباب کی بھی ہونی چاہیئے یہ سن کر وہ دیہاتی کہتا ہے کہ پندرہ سیر سے یہ خاص وزن مراد نہیں بلکہ وہ مقدار مراد ہے جس کو ایک آدمی اُٹھا سکے اور چونکہ ہندوستانی لوگ پندرہ سیر ہی اُٹھا سکتے ہیں اس لئے یہ خاص وزن لکھ دیا گیا ہے اور ہم ایک من اُٹھا سکتے ہیں اس لئے ہمارے ایک من کے لئے وہی قانون ہوگا جو تمہارے پندرہ سیر کے لئے ہے خیر یہ حکایت تو ایک لطیفہ ہے لیکن ہم کو اس سے سبق لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ ٹکٹ کلکٹر اس دیہاتی کے جواب کو سن کر اس کو معذور سمجھے گا یا اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتاب قانون کی لاکر اس دیہاتی کے سامنے رکھدے اور اُس کو قانون سمجھانے کی اور اس کے اشتباہ رفع کرنے کی کوشش کرے اور اگر وہ ہر شخص کے ساتھ ایسا کیا کرے تو کیا اپنے منصبی کام کو پورے طور پر انجام دے سکے گا۔ کبھی نہیں۔ بلکہ یہ مشغلہ اُس کو معطل کر دے گا۔ پس ان ساری دقتوں کو پیش نظر رکھ کر آپ بتلائیے کہ ٹکٹ کلکٹر کیا کرے گا۔ صرف یہی کہ ہاتھ پکڑ کر اُس کو پولیس کے حوالہ کر دے گا۔ تو جیسا اس دیہاتی نے قانون کی غلط تفسیر کی تھی اسی طرح آج کل قرآن کی غلط تفسیر کی جاتی ہے اور زور دے کر کہا جاتا ہے کہ اس قانون قرآنی کا یہی مطلب ہے حالانکہ نہ وہ مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا نہ صحابہ کرام نے سمجھا نہ خدا تعالیٰ نے بتلایا۔ صاحبو! فہیم لوگوں کی نظروں میں اس قسم کی تفاسیر کی وقعت اس سے زیادہ نہیں ہے جتنی وقعت اس دیہاتی کی تفسیر قانون کی تھی حالانکہ بظاہر اُس کی یہ تفسیر اور تاویل جی کو لگتی ہے کہ اگر کوئی شخص قانون پر نظر نہ رکھتا ہو تو وہ اُس کو سن کر یقین کرے کہ یہی معنی اس قانون کے ہیں اور آپ کو جو یہ تفسیر منکر معلوم ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون مدت سے سنا ہوا ہے ورنہ جس نے کبھی اس قانون کو نہ سنا ہو اور وہ اس گفتگو کو سنے کہ ٹکٹ کلکٹر تو کہتا ہے قانون یوں ہے اور دیہاتی کہتا ہے کہ قانون کی لم کیا ہے کیوں یہ خاص وزن قانون میں رکھا گیا ٹکٹ کلکٹر جواب دیتا ہے کہ ہم عالم قانون ہیں مجوزِ قانون نہیں ہم نہیں جانتے کہ کیا لم ہے اس پر دیہاتی کہتا ہے کہ تم اگرچہ نہیں جانتے لیکن میں جانتا ہوں لم اس کی یہ ہے کہ پندرہ سیر سے زیادہ اکثر ہندوستانی اُٹھا نہیں

تقویم الزیغ

سکتے اور جب یہ لم ہے تو جہاں یہ منتفی ہوگی قانون بھی منتفی ہوگا تو اس دیہاتی کی آب و تاب کی تقریر اور ٹکٹ کلکٹر کا بظاہر عاجزانہ جواب اُس کا یہ خیال قائم کرا دے گا کہ قانون کی اصل حقیقت دیہاتی نے سمجھی اور ٹکٹ کلکٹر محض زبردستی کر رہا ہے حالانکہ قانون داں آدمی جانتا ہے کہ قانون وہی ہے جو ٹکٹ کلکٹر کہہ رہا ہے اور اس لئے وہ ٹکٹ کلکٹر کی جملہ تجاویز کو جو اس دیہاتی کے متعلق ہوں بجا اور مناسب سمجھے گا۔ یہی حالت اُن لوگوں کی ہے جنھوں نے بچپن سے کبھی شریعت کے احکام نہیں سُنے اور ہوش سنبھال کر اُنھوں نے ایک عالم اور ایک جاہل کی گفتگو سُنی کہ عالم کہتا ہے شریعت کا یہ قانون ہے اور جاہل اُس کی لم دریافت کر رہا ہے جس کے جواب میں عالم یہ کہکر ختم کر دیتا ہے کہ ہم عالم قانون ہیں واضع قانون نہیں لم اور مصلحت خدا تعالیٰ کو معلوم ہے جو کہ واضع قانون ہے ہم اُس کے ذمہ دار نہیں اور جاہل مدعی عقل کہتا ہے کہ میں اس کی لم جانتا ہوں اور یہ کہکر احکام میں تحریف شروع کر دیتا ہے جس طرح اُس دیہاتی نے قانون ریلوے میں تحریف کی تھی۔ تو صاحبو! کیا وجہ کہ اس گنوار کے قصّہ میں تو اُس کو ناحق پر اور ٹکٹ کلکٹر کو حق پر کہا گیا اور اُس جاہل کی گفتگو میں علمار کے جواب کو زبردستی پر محمول کیا گیا اگر ان دونوں میں کوئی فرق ہے تو بتلائیے البتہ یہ فرق ہے کہ احکام خداوندی کی عظمت دل میں نہیں اور گورنمنٹ کے احکام کی عظمت دل میں ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کی عظمت دل میں ہوتی ہے اُس کے احکام میں علتیں نہیں تلاش کی جاتیں بے چون و چرا تسلیم کر لیا جاتا ہے اور جس کی عظمت دل میں نہیں رہتی اُس کی ہر بات میں لم اور کیف کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض مرتبہ کوئی ایسا حکم سرکار کی طرف سے آتا ہے کہ جس سے طبیعت منقبض ہوتی ہے عقل ابا کرتی ہے لیکن اس کو بلا تامل تسلیم کر لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب گورنمنٹ نے یہ حکم دیا تو اس انکا میں کوئی مصلحت ضرور ہوگی۔ اس طرح کے بہت سے احکام ہیں جن کی علت عوام کی سمجھ میں نہیں آتی لیکن اُن کو مانا اور اُن پر عمل کیا جاتا ہے مثلاً اگر ایک عہ روپیہ کا عدالتی ٹکٹ لفافہ پر لگا کر ڈاک میں بھیج دیا جاوے تو لفافہ بیرنگ ہو جائے اور ڈاک خانہ کا دو پیسہ کا ٹکٹ لگا دیں تو بیرنگ نہ ہو ہزاروں آدمی ہوں گے جو اس قانون کی لم نہیں جانتے لیکن اگر ان میں کا کوئی عدالتی ٹکٹ لگا کر بھیجے اور لفافہ بیرنگ ہو جاوے تو گورنمنٹ سے یہ نہیں پوچھا جاتا نہ اس کی لم دریافت کی جاتی ہے کہ ایک عہ روپیہ میں لفافہ کیوں بیرنگ ہوا اور دو پیسہ میں کیوں بیرنگ نہیں ہوتا۔ غرض کبھی وسوسہ بھی نہیں آتا کہ اس کی مخالفت کی جائے یا علت تلاش کی جائے برخلاف اس کے اگر ایک دوست کوئی حکم کرے یا کسی امر میں رائے

(باقی آئندہ)

جس کی عظمت دل میں ہوتی ہے اُس کے احکام کی علتیں نہیں تلاش کیا کرتے

اشتہار

حضرت حکیم الامۃ علیہ الرحمہ اور دوسرے اکابر اہل حق کی تصانیف

احسانی کتبخانہ سے طلب فرمائیے

REGD. No 13, A.   رجسٹرڈ نمبر ۱۳ (الف)

مطبوعات مکتبہ جامعی و اخوانہ حسن منزل الہ آباد

(۱) مناجات مقبول کریمی ضخامت ۳۵۲ صفحات سابق مطبوعات پر گیارہ جدید و مفید اضافوں کیساتھ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں قیمت صرف عار اسکی فرمایش کرتے وقت مناجات مقبول کیساتھ کریمی کا لفظ ضرور لکھئے ورنہ دوسرا نسخہ چلا جائے گا جو ان اضافوں سے خالی ہوگا۔

(۲) وصیۃ الاحسان (یعنی تعلیمات مرشدی حضرت مولانا الشاہ محمد وصی اللہ صاحب دامت برکاتہم جس میں نفاق عملی و اعتقادی پر بسیط و پر اثر کلام فرمایا ہے اور دین کی ایک نہایت ہی اہم شعبہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے جسے ایک عرصہ سے دنیا بالکل فراموش کر چکی تھی اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو حضرت جامع المجددین حکیم الامۃ علیہ الرحمۃ کی شان تجدید کی ایک نئی جھلک اس میں نظر آتی ہے قیمت ۱۱ر

(۳) فوائد الصحبۃ (مؤلفہ حضرت مرشدی دامت برکاتہم) صحبت کی اہمیت اور اسکی تاثیر پر ایک مختصر مگر عمدہ رسالہ قیمت ۲ر

(۴) تحفۃ السالکین حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مشہور ارشاد الطالبین کے ترجمہ قدیم کا جدید ایڈیشن ۱ر

(۵) علم القرآن (مصنفہ والدی مولانا مولوی محمد سراج الحق صاحب مدظلہ) اگر کسی ماہر اہل علم سے اسکو پڑھا جائے تو صرف ترجمہ قرآن شریف کی صلاحیت بہت ہی قلیل مدت میں پیدا ہو جائیگی۔ البتہ قرآن فہمی کیلئے کسی مرد کامل کی صحبت کیساتھ صفت کی ضرورت باقی رہے گی اس سے بے نیاز کرنیوالی کوئی کتاب نہیں ہو سکتی قیمت ۱ر

(۶) آئینہ سیرت نبویہ نقشہ کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو سالانہ ترتیب کیساتھ شائع کیا گیا ہے اسکے ساتھ مشاہیر اسلام اور ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم کے نقشہ سنین ولادت وفات وغیرہ کا مفید اضافہ ہے

(۷) معمولات نبوی کامل ۵ حصے مسلمان کو شرعی نظام حیات و اسوۂ حسنہ بتانے والی مفید مختصر کتاب ہے جو بحمدہ کافی مقبول و عام پسند ثابت ہوئی ہے قیمت ۵ر

مواعظ اشرفیہ۔ ان کتابوں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ علیہ الرحمۃ کے مواعظ بھی مکتبہ نے شائع کئے ہیں دعوات عبدیت حصہ اول (مجموعہ دس مواعظ یکجا) قیمت عللہ علاوہ ان کے تفصیل سے مل سکتے ہیں۔ آداب المساجد۔ حمایت الاحباب سیرۃ الصوفی۔ استغفار المعاصی۔ حقوق المعاشرۃ۔ الاخلاص اول و دوم۔ صلاح النساء۔ ذم الشکوی

متفرق مواعظ جو طبع ہو چکے ہیں شرف المکالمۃ الرحمۃ علی الامۃ۔ شفاء العمی۔ شرط الایمان۔ غوائل الغضب۔ الحج المبرور

پتہ:- عبدالقدوس رومی احسانی کتبخانہ حسن منزل الہ آباد

عبدالقدوس رومی پرنٹر و پبلشر نے اسرار کریمی پریس الہ آباد میں چھپوا کر دفتر الاحسان حسن منزل الہ آباد سے شائع کیا۔

REGD. No 13, A. رجسٹرڈ نمبر ۱۳ (الف)

مطبوعات مکتبہ جامی و اخوانہ حسن منزل الہ آباد

(۱) مناجات مقبول کرمی ضخامت ۳۵۲ صفحات سابق مطبوعات پر گیارہ جدید و مفید اضافوں کیساتھ جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں قیمت صرف عہ اسکی فرمایش کرتے وقت مناجات مقبول کیساتھ کرمی کا لفظ ضرور لکھئے ورنہ دوسرا نسخہ چلا جائے گا جو ان اضافوں سے خالی ہوگا۔

(۲) وصیۃ الاحسان (یعنی تعلیمات مرشدی حضرت مولینا الشاہ محمد وصی اللہ صاحب دامت برکاتہم جس میں نفاق عملی و اعتقادی پر مبسوط پر اثر کلام فرمایا ہے اور دین کی ایک نہایت ہی اہم شعبہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے جسے ایک عرصہ سے دنیا بالکل فراموش کر چکی تھی اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو حضرت جامع المجددین حکیم الامۃ علیہ الرحمۃ کی شان تجدید کی ایک نئی جھلک اس میں نظر آتی ہے۔ قیمت ۱۱ر

(۳) فوائد الصحبۃ (مؤلفہ حضرت مرشدی دامت برکاتہم صحبت کی اہمیت اور اسکی تاثیر پر ایک مختصر مگر عمدہ رسالہ ہے قیمت ۲ر

(۴) تحفۃ السالکین حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مشہور ارشاد الطالبین کے ترجمہ قدیم کا جدید ایڈیشن ۱ر

(۵) علم القرآن (مصنفہ والدی مولینا مولوی محمد سراج الحق صاحب مدظلہ) اگر کسی ماہر اہل علم سے اسکو پڑھا جائے تو صرف ترجمۂ قرآن شریف کی صلاحیت بہت ہی قلیل مدت میں پیدا ہو جائیگی۔ البتہ قرآن فہمی کیلئے کسی مرد کامل کی صحبت کیمیا صفت کی ضرورت باقی رہے گی اس سے بے نیاز کرنیوالی کوئی کتاب نہیں ہو سکتی قیمت ۸ر

(۶) آئینہ سیرت نبویہ نقشہ کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو سالانہ ترتیب کیساتھ جمع کیا گیا ہے اسکے ساتھ مشاہیر اسلام اور ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم کے نقشہ سنین ولادت و وفات وغیرہ کا مفید اضافہ ۲ر

(۷) معمولات نبوی کامل ۵ حصے مسلمان کو شرعی نظام حیات و اسوۂ حسنہ بتانے والی مفید مختصر کتاب ہے جو بحمدہ کافی مقبول و عام پسند ثابت ہوئی ہے قیمت عہ ر

مواعظ اشرفیہ۔ ان کتابوں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ علیہ الرحمہ کے مواعظ بھی مکتبہ نے شائع کئے ہیں دعوات عبدیت حصہ اول (مجموعہ دس مواعظ کا) قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲ر یہ مفصلہ ذیل الگ بھی مل سکتے ہیں۔ آداب المساجد۔ سیرۃ التقویٰ۔ استغفار المعاصی۔ حقوق المعاشرۃ۔ الاخلاص اول و دوم۔ صلاح النساء۔ ذم الشکویٰ

متفرق مواعظ جو طبع ہو چکے ہیں شرف المکالمہ بالرحمۃ علی الامۃ۔ شفاء العی۔ شرط الایمان۔ غوائل الغضب۔ الحج المبرور

پتہ :- عبد القدوس رومی احسانی کتبخانہ حسن منزل الہ آباد

عبد القدوس رومی پرنٹر و پبلشر نے اسرار کریمی پریس الہ آباد میں چھپوا کر دفتر الاحسان حسن منزل الہ آباد سے شائع کیا